آزادی ضمیر اور قادیانیت

محمد عطاء اللہ صدیقی

جب سے قادیانیوں کو آئینی ترمیم کے ذریعے اقلیت قرار دیا گیا ہے وہ پاکستان میں اپنے انسانی حقوق کی پامالی کا مسلسل واویلا کر رہے ہیں۔ 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس اور 298C کی منظوری کے بعد تو ان کے ذرائع ابلاغ نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر عملاً مسلمانوں سے جارحانہ نفسیاتی سرد جنگ کا آغاز کر دیا ہے چونکہ جدید مغرب میں انسانی حقوق اپنے مخصوص مفہوم میں بے حد پذیرائی حاصل کر چکے ہیں' اس پذیرائی نے ان کے اجتماعی سیاسی جسد میں ایک حساس موضوع کے طور پر اہمیت حاصل کر لی ہے۔ آزادی اظہار' آزادی مذہب' آزادی ضمیر' آزادی تحریر وغیرہ کو ان کے انسانی حقوق کے تصور میں سرفہرست سمجھا جاتا ہے۔ قادیانیوں نے اہلِ مغرب کی اسی کمزوری کو اپنے حق میں **Exploit** کیا ہے۔ عالم اسلام کے خلاف مغرب کے تعصب اور منفی مسابقت کے جذبات کی وجہ سے قادیانی پراپیگنڈہ کو مغربی ذرائع ابلاغ نے بغیر کسی کھود کرید کے قبول کر لیا ہے۔ ایک اعتبار سے قادیانیوں کی خود تشہیری مظلومیت کو بنیاد بنا کر مغرب کو پاکستان کو بدنام کرنے کا ایک بہانہ ہاتھ لگ گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی تمام رپورٹوں میں بے حد غیر حقیقت پسندانہ اور مبالغہ آمیز طریقے سے قادیانیوں کے انسانی حقوق کی پامالی اور پاکستان میں ان پر ڈھائے جانے والے مبینہ مظالم کی روح فرسا تصویریں کھینچی جاتی ہیں۔

انسانی حقوق کی نام نہاد علمبردار این جی اوز اور قادیانی ذرائع ابلاغ کے ''نیٹ ورک'' نے قادیانیوں کے انسانی حقوق کی پامالی کا اس قدر متواتر اور جارحانہ اسلوب میں پراپیگنڈہ کیا ہے کہ اب ہمارے پریس میں قادیانیوں کے خلاف خبریں یا مضامین اتنے جرات مندانہ انداز میں شائع نہیں ہوتے جس طرح کہ 1970ء کی دہائی میں شائع ہوتے تھے۔ منفی پراپیگنڈہ کا بنیادی ہدف فریق مخالف کی اخلاقی قوت اور ذہنی صلاحیتوں کو اس طرح ہدف بنانا ہوتا ہے کہ اس میں احساس مرعوبیت پیدا ہو جائے اس احساس کا پیدا ہو جانا ہی درحقیقت نفسیاتی سرد جنگ میں

''نفسیاتی فتح'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ راقم الحروف کا یہ تاثر ہے کہ آج ہمارے صحافی قادیانیت کے خلاف لکھتے ہوئے ایک احساسِ مرعوبیت کا شکار ہوتے ہیں انہیں خدشہ لگا رہتا ہے کہ اس طرح ان کی ''رواداری'' کو کہیں شک کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے' کہیں ان کی ''روشن خیالی' اور ''ترقی پسندی'' کا بھرم نہ ٹوٹ جائے۔ اس عمومی ذہنی فضا میں اگر کبھی کبھار کسی مردحریت کے قلم سے قادیانی دجل وفریب اور ان کی منفی سرگرمیوں کا ذکر پڑھنے کو ملتا ہے تو اسے غنیمت سمجھا جانا چاہیے۔

جناب اصغر علی کوثر وڑائچ نے اپنے ایک حالیہ کالم (روز نامہ پاکستان' لاہور 5 اپریل) میں پاکستان میں فوجی انقلاب کے پس پشت قادیانیوں کے کردار پر روشنی ڈالی ہے جس پر ایم ایس خالد' ایم اے قادیانی نے نہ صرف شدید خفگی اور برہمی کا اظہار کیا ہے بلکہ دہائی دی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو آزادی ضمیر کا بنیادی انسانی حق تک استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ موصوف جو یقیناً قادیانی ہیں' لکھتے ہیں:

1974ء کی دستوری ترمیم نمبر 2 کے بعد تو پاکستان کے احمدیوں کو اپنے ضمیر کے مطابق ''آزادی ضمیر'' کا حق استعمال کرنے سے بھی محروم کر دیا گیا تھا کیونکہ اگر اس حق کو عملاً استعمال کرتے ہوئے وہ اپنا مذہب اسلام یا خود کو ''مسلمان کہہ دیں تو تین سال قید بامشقت کی سزا دی جاتی ہے' وہ قادیانیوں کی مظلومیت اور خود ساختہ بے بسی کو یوں بیان کرتے ہیں،

آپ مخلوط انتخاب کے اندر بھی بے شک احمدیوں کو ووٹ کا حق نہ دیں لیکن پاکستانی احمدیوں کو خدا اور اس کے رسول پر ایمان کا اقرار کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کا بنیادی انسانی حق آزادی ضمیر کا ناقابلِ تنسیخ حق تو ضرور دیں۔ آزادی ضمیر کے حق کے بغیر تو کوئی فرد بحیثیت قادیانی انسانی زندگی نہیں گزار سکتا اور جس سوسائٹی میں کل کائنات کی سب سے بڑی آفاقی سچائی کلمہ طیبہ پڑھنے یا اس کا بیج سینہ پر آویزاں کرنے کے جرم میں احمدیوں کو قید و بند میں ڈال دیا جائے' وہاں جھوٹ اور سچ کی تمیز ہی ممکن نہیں رہے گی۔ (روزنامہ پاکستان **18 اپریل 2000ء)**

ایم ایس خالد نے محولہ بالا سطور میں جس ''ذہنی کرب'' کا اظہار کیا ہے' بالکل انہی خیالات کا اظہار قادیانیوں کے اخبارات ورسائل ان کے مفرور خلیفہ مرزا طاہر احمد کے خطبات پاکستان کے انسانی حقوق کمیشن جس کے اہم ذمہ داران مثلاً عاصمہ جہانگیر اور آئی اے رحمن قادیانی ہیں' کی رپورٹوں اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹوں جن کا سرچشمہ یہی کمیشن ہے' میں بھی کیا

جاتا ہے۔ ہمیں ٹھنڈے دل سے درج ذیل سوالات کے جوابات دینے چاہئیں۔

1- کیا واقعی پاکستان میں ''احمدیوں'' کو ''آزادی ضمیر'' کا حق استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے؟ یا یہ محض پاکستان کو بدنام کرنے کی پراپیگنڈہ مہم ہے؟

2- پاکستان میں دیگر اقلیتوں مثلاً عیسائی' سکھ' ہندو' پارسی وغیرہ کو کیا ''احمدیوں'' کی ''آزادی ضمیر'' پر پابندیوں کی شکایات لاحق ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

3- ''آزادی ضمیر'' کی حدود کیا ہیں؟ جن معنوں میں پاکستان کے قادیانی ''آزادی ضمیر'' کا حق مانگتے ہیں' کیا انہیں یہ حق پاکستان کے 14 کروڑ مسلمانوں کے مذہبی حقوق کو مجروح کیے بغیر بھی دیا جاسکتا ہے۔؟

4- پاکستان کے قادیانیوں کو کائنات کی سب سے بڑی سچائی کلمہ طیبہ پڑھنے اور سینہ پر اس کا بیج آویزاں کرنے کی آخر کیوں اجازت نہیں ہے؟ اس کا فکری پس منظر کیا ہے اور اس کی اجازت دے دی جائے تو پھر اس کے مضمرات کیا ہوں گے؟

یہ ایک مسلّمہ عالمی اصول اور آفاقی صداقت ہے کہ آزادی اظہار اور آزادی ضمیر لامحدود نہیں ہیں۔ ایک فرد یا گروہ کے آزادی اظہار کے حق کو استعمال کرنے سے دوسرے فرد یا گروہ کے انسانی حقوق مجروح ہوتے ہوں تو اقوامِ متحدہ کا انسانی حقوق کا اعلامیہ ہو یا کسی جدید جمہوری ریاست کا آئین اس طرح کی مادر پدر آزادی کی اجازت کبھی نہیں دیتے کیونکہ اس طرح معاشرے میں فکری انارکی اور انتشار پھیل سکتا ہے۔ پاکستان کے قادیانی آزادی ضمیر کا حق جس طور اور جس رنگ میں استعمال کرنا چاہتے ہیں' وہ پاکستان کے 14 کروڑ انسانی حقوق سے براہِ راست متصادم ہے۔ قادیانیوں کو اگر مسلمانوں سے کوئی شکوہ شکایت ہے تو مسلمانوں کو ان سے کہیں بڑھ کر شکایات ہیں اور یہ شکایات بے جا بھی نہیں ہیں۔

مسلمانوں کو قادیانیوں سے کیا شکایات ہیں؟ منجملہ دیگر باتوں کے پاکستان کے مسلمانوں کو قادیانیوں سے اہم ترین شکایت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے ہر اعتبار سے مختلف ہونے کے باوجود ''بضد'' ہیں کہ اپنے آپ کو ''مسلمان'' کہلائیں اور دوسروں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ انہیں ''مسلمان'' ہی سمجھیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی خانہ ساز جھوٹی نبوت کے نہ ماننے والوں کو واضح طور پر ''کافر'' کہا اور مرزا قادیانی کے بعد آنے والے قادیانی خلفاء کے سینکڑوں بیانات اور تحریریں ریکارڈ ہیں جن میں انہوں نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہوئے ان سے کسی قسم کا لین دین نہ رکھنے کی سخت ہدایات دی ہیں۔ مرزا قادیانی نے شاید ''آزادی ضمیر'' کا حق

استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان الفاظ سے نوازا تھا:

''ہر مسلمان میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر بدکار عورتوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔'' (آئینہ کمالات اسلام' ص 547)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خلیفہ ثانی کا درج ذیل اعلان ملاحظہ کیجیے:

''حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں' آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند اور مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔'' (الفضل' 30 جولائی 1931ء)

مرزا قادیانی کے ایک فرزند مرزا بشیر احمد قادیانی کا ہفواتی فتویٰ ذرا دیکھیے:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا' وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل' ج 14 ' ص 110)

مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء کی طرف سے مسلمانوں کو کافر قرار دینے والے بیانات اس قدر زیادہ اور واضح ہیں کہ ان کا انکار آج بھی قادیانی نہیں کرتے اسی لیے ایسے مزید بیانات کو نقل کرنا مضمون کو بے جا طوالت دینے کے مترادف ہوگا۔ مسلمان علماء نے ایسے بیانات کو جا بجا اپنی کتابوں میں نقل کر کے مرزا قادیانی کی مسلمانوں کے خلاف تکفیری مہم کی نشاندہی کی ہے۔ قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کو کافر قرار دینے میں پہل کی گئی' اسی پہلو کی طرف عطاء الحق قاسمی صاحب نے نشاندہی کرتے ہوئے اپنے ایک کالم میں یہ خیال ظاہر کیا:

''چنانچہ میرے نزدیک یہ بہت بڑا مغالطہ ہے کہ مسلمانوں نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلم قرار دیئے جانے سے بہت عرصہ قبل احمدی مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دے چکے تھے۔'' (نوائے وقت' 24 دسمبر 1991ء)

علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کی اسی حرکت کی طرف اپنے ایک شعر میں اشارہ کیا ہے فرماتے ہیں

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مؤمن پارینہ ہے کافر

علامہ اقبالؒ چند مسلم اکابرین اور فلسفیوں میں شامل تھے جنہوں نے مرزا قادیانی اور ان کے خلفاء کے عقائد اور بیانات کے مطالعہ کے بعد ان کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ **14** مئی **1935**ء کو دہلی کے معروف انگریزی اخبار **Statesman** میں ان کا ایک مضمون شائع ہوا' انہوں نے لکھا:

''میں سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کی تفریق کے پیش نظر جو انہوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے' خود حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلاف کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی اقدام اُٹھائے۔ ملتِ اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔''

جعل سازی' ملاوٹ' دھوکہ اور فریب مختلف فیکٹریوں کی تیار کردہ اشیاء میں ہو یا مذہب کے اساسی عقائد میں انہیں کسی بھی صورت قبول نہیں کیا جا سکتا۔ پوری دنیا میں کوکا کولا' پیپسی وغیرہ اور اس طرح کی عالمی سطح پر معروف اشیائے استعمال کے ٹریڈ مارک اور کاپی رائٹس ان اشیاء کو تیار کرنے والی فرموں کے نام کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پوری دنیا میں کوئی دوسری فرم کوکا کولا کے نام سے کوئی مشروب مارکیٹ میں لائے گی تو اس کی اصلی فرم اس کے خلاف دعویٰ دائر کرنے کا حق رکھتی ہے اور ریاستی ادارے اس کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے کسی جعل ساز فرم کو ان کے نام کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ تمام ملکوں میں فوج اور پولیس کی وردی مخصوص ہوتی ہے کوئی بھی پرائیویٹ سیکیورٹی فرم نہ فوج کی وردی استعمال کر سکتی ہے اور نہ پولیس کے لیے مخصوص شدہ بیج استعمال کر سکتی ہے' کوئی بھی خاندان وراثت کے جعلی دعوے داروں کو قبول نہیں کرتا۔ ہر مذہب کے کچھ بنیادی عقائد اور شعائر ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر وہ اپنا الگ تشخص قائم رکھتا ہے۔ ایک شخص ان کے بعض اساسی عقائد کو ڈھٹائی سے جھٹلاتا رہے مگر پھر بھی اپنے آپ کو اس مذہب کا پیرو کار قرار دیتے ہوئے اس مذہب سے وابستہ لوگوں کو حاصل شدہ سماجی و معاشی سیاسی حقوق میں شراکت کا دعویٰ کرتا پھرے تو پھر ایسے جعل ساز اور دھوکہ باز کو اس مذہب کے پیروکاروں میں شامل نہیں سمجھا جائے گا۔ قادیانی آزادی ضمیر کے نام پر جعل سازی کا حق طلب کرتے ہیں تو یہ کسی بھی طرح ان کا انسانی حق نہیں ہے۔

ایم ایس خالد جیسے قادیانیوں کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے دامن

سے ہی وابستہ رہنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان کا اقرار کرنے کی تکرار بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کا ان پر بنیادی اعتراض یہ نہیں ہے کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیوں کرتے ہیں جیسا کہ بعض لاہوری قادیانی گروہ کے افراد کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اگر واقعی کائنات کی سب سے بڑی سچائی کلمہ طیبہ پڑھنے میں وہ مخلص ہیں تو پھر اس کا منطقی تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ وہ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کو نہ صرف برملا جھٹلائیں بلکہ ایسے کذاب' دھوکہ باز اور بدکار شخص کی مذمت بھی کریں جب تک وہ ایسا نہیں کریں گے' مسلمان انہیں ''اسلام اور اسلامی شعائر'' سے متعلق اصطلاحات کے استعمال کی اجازت نہیں دیں گے کیونکہ یہ ان کا مذہبی اور انسانی حق ہے کہ وہ اپنے مذہب کو جعل سازوں سے بچا کر رکھیں۔ مسلمانوں کا یہ اعتراض اتنا ہی قدیم ہے جتنی کہ قادیانیت کی تاریخ۔ علامہ اقبالؒ اپنے مذکورہ بالا مضمون میں قادیانیوں کی اس اُلجھن اور دھوکہ بازی پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

1- اوّلاً اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں یعنی وحدت الوہیت پر ایمان' انبیاء پر ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے کہ فرد یا گروہ ملتِ اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ مثلاً برہمن خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملتِ اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔

2- جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں۔ ہمارا دین ہے کہ اسلام بحیثیت دین خدا کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مرہونِ منت ہے۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں اور ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلا دیں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔

قادیانی مرزا غلام احمد کو ''نبی'' اس کی بیویوں کو ''اُمہات المومنین'' مرزا قادیانی کے حواریوں کو ''صحابی'' اپنے قبرستان کو ''جنت البقیع'' اپنی مسجد کو ''مسجد اقصیٰ'' اپنے آپ کو ''مسلمان'' اور اپنے مذہب کو ''اسلام'' قرار دیتے ہیں۔ان کی یہ روش ہی ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تنازعہ کا اصل سبب ہے۔ وہ جو کچھ ہیں' اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ عطاء الحق قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

''احمدی اور مسلمانوں میں جو چیز وجہ نزاع بنی' وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت کے علاوہ اس نومولود مذہب کی طرف سے مسلمانوں کی اس تمام ٹرمنالوجی (**Terminology**) پر قبضہ تھا جو بزرگانِ دین اور مقاماتِ مقدسہ کے لیے مخصوص تھی۔''

جناب مجیب الرحمٰن شامی نے قادیانیوں کی اس بیزار کن حرکت پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھا:

''مصیبت یہ ہے کہ اپنا نبی ایجاد کرنے اور مسلمانوں سے الگ تشخص کا دعویٰ رکھنے کے باوجود یہ گروہ اپنے آپ کو غیر مسلم کہلوانے سے انکاری ہے۔قادیانی حضرات اپنے آپ کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں' ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقوں کو خاص طور پر نشانہ بنا کر رواداری اور فراخ دلی کے نام پر انسانی ہمدردیاں حاصل کرنے کی مہم چلائی جارہی ہے۔'' (قومی ڈائجسٹ' جولائی **1985ء**)

شامی صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''کہ میں نے اس نکتہ پر بہت غور کیا کہ یہ جھگڑا اور فساد کیوں ہوتا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ یہ سمجھ میں آئی کہ قادیانی حضرات پاکستان کے آئین کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ اتفاق رائے سے یہ ترمیم کی گئی کہ قادیانی ملتِ اسلامیہ کا حصہ نہیں بلکہ غیر مسلم ہیں اب قادیانی آئین کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور درحقیقت ان کا یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنتا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے جب تک قادیانی حضرات اپنی روش نہیں بدلیں گے' ان کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی جاسکے گی۔''

پاکستان میں دیگر اقلیتوں کو شکایت نہیں ہے کہ ان کی آزادی ضمیر کے حق پر کوئی قسم کی قدغنیں عائد کی گئی ہیں۔ پاکستان کے مسلمان بھارت سے دیرینہ چپقلش کی وجہ سے ہندوؤں سے نفرت کرتے ہیں مگر آج تک کسی ہندو کو مندر میں جانے سے نہیں روکا گیا' نہ جذباتی ردعمل کے طور پر ہندوؤں کی عبادت گاہوں کو کبھی مسمار کیا گیا۔ پاکستان میں عیسائی سب سے بڑی اقلیت ہے' وہ

بڑے آزادانہ طریقہ سے اپنے چرچ میں عبادت کرتے ہیں' کبھی مسلمانوں کے کسی گروہ نے ان کے چرچ کو آگ نہیں لگائی نہ ان کے مذہبی حقوق میں مداخلت کی ہے۔ چرچ سے بجنے والی گھنٹیوں کی آواز کو کبھی نہیں روکا گیا۔ دوسری اقلیتوں سے اس فراخ دلانہ سلوک کے پیش نظر قادیانیوں کو اپنے گریبان میں جھانک کر بھی دیکھنا چاہیے کہ آخر ان سے بھی کوئی کوتاہی سرزد ہوئی ہے یا سارا قصور مسلمانوں کا ہے۔

قادیانیوں کا ایک اور مسئلہ بڑا اہم ہے کہ ان کے جھوٹے نبی نے ایک تو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے اپنے گروہ کے لیے الگ نام یا اصطلاحات استعمال نہ کیں۔ دوسری اہم وجہ یہ بھی ہے کہ مرزا غلام احمد آنجہانی اپنا سارا زور قلم فضول مناظرہ بازی' مراقی الہامات' بے کار پیش گوئیاں' گالی گلوچ اور جھوٹے دعووں کی تشہیر میں صرف کرتے رہے۔ ان کی 80 کے لگ بھگ کتابوں کے موضوعات یہی ہیں۔ اخلاقیات' کردار سازی' عبادات' شعائر وغیرہ کے متعلق ان کی تحریریں کچھ رہنمائی نہیں کرتیں اسی لیے ان کے پیروکاروں کو مسلمانوں کے شعائر کے استعمال پر ہاتھ صاف کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔

آخر میں ہم ایم ایس خالد اور دیگر قادیانیوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ اگر واقعی وہ آزادی ضمیر کا ناقابلِ تنسیخ حق بطورِ مسلمان کے استعمال کرنا چاہتے ہیں تو جناب زیڈ اے سلہری' حسن محمود عودہ فلسطینی سابقہ خاص مرید مرزا طاہر احمد' میجر جنرل ریٹائرڈ فضل احمد' بریگیڈیئر ریٹائرڈ احمد نواز خان' ایئر کموڈور ریٹائرڈ رب نواز' جناب بشیر طاہر سابق رُکن اسمبلی' پروفیسر ڈاکٹر اسماعیل (نائیجیریا) مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی' شیخ عبدالرحمٰن مصری' شیخ بشیر احمد مصری' ڈاکٹر فداء الرحمٰن فضل عمر ہسپتال ربوہ' قاضی خلیل احمد صدیق سابق متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ کے حالات و بیانات کا مطالعہ کریں کہ کس طرح ان حضرات نے قادیانیت کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کے اُجالوں میں پناہ لی۔ جناب محمد متین خالد نے اپنی تالیف ''قادیانیت سے اسلام تک'' میں مذکورہ بالا سابق قادیانیوں کے مضامین اور حالات کو یکجا کر دیا ہے اگر ایم ایس خالد قادیانیوں کی اداؤں پر غور کریں تو شاید پکار اُٹھیں

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا